قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعۃ المبارک 26 فروری 2021ء | 13 رجب 1442 ہجری قمری | جلد:3 | شمارہ:49

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ۔

ترجمہ: یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ نماز برائیوں سے بچاتی ہے تو یقیناً یہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ جن لوگوں میں نمازیں پڑھنے کے باوجود برائیاں قائم رہتی ہیں ان کی نمازیں صرف ظاہری نمازیں ہوتی ہیں وہ اس کی روح کو نہیں سمجھتے۔ پس یہ بہت ہی قابل فکر بات ہے جس پر ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہئے۔ اگر ہمیں لذت وسرور آرہا ہو یا یہ پکا ارادہ ہو کہ میں نے لذت اور سرور حاصل کرنا ہے تو کس طرح ہوسکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار نہ کرے۔ ہر ایک کو کبھی نہ کبھی اس لذت وسرور کا تجربہ ہو جاتا ہے اور ہوا ہو گا۔ مشکل اور پریشانی میں جب کوئی ہوتا ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ نمازوں میں بہت سے ایسے ہیں جو بڑے روتے ہیں، گڑگڑاتے ہیں۔ چلتے پھرتے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔ اس کی طرف توجہ رہتی ہے اور اسی وجہ سے پھر عبادت کی طرف بھی توجہ رہتی ہے تو کوئی نہ کوئی ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے اور کچھ نہ کچھ توجہ پیدا ہو رہی ہوتی ہے جس کی وجہ سے وہ تکلیف کی صورت میں مستقل دعاؤں میں لگے رہتے ہیں۔ لیکن جب اپنی خواہشات پوری ہو جائیں، جب مشکلات سے نکل جائیں تو پھر بہت سارے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں، عاجزانہ دعاؤں میں سستی پیدا ہو جاتی ہے۔ پس جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیں مسلسل کوشش سے اپنے سامنے یہ ٹارگٹ رکھنا ہے کہ چاہے حالات اچھے ہوں یا برے، تنگی میں بھی اور کشائش میں بھی اس لذت وسرور کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہے جو نشہ کی کیفیت طاری کر دے اور صرف ذاتی حالات ہی نہیں ایک مومن کو تو معاشرے کے عمومی حالات بھی جو ہیں وہ بھی درد پیدا کرنے والے ہونے چاہئیں اور جب یہ درد کی کیفیت ہوتی ہے تو پھر درد سے دعائیں بھی نکلتی ہیں۔ پاکستان میں مثلاً جماعتی حالات بہت خراب ہیں۔ ہر طرف سے افراد جماعت کے خلاف نفرتوں کے تیر برسائے جا رہے ہیں۔ بعضوں اور کینوں کے اظہار ہو رہے ہیں۔ مُلّاؤں کے خوف سے یا ان کی باتوں سے غلط فہمی پیدا ہونے کی وجہ سے پرانے تعلق والے غیر از جماعت بھی بعض جگہ مخالفتوں میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ عمومی طور پر بھی دیکھیں تو ان ظلموں کی انتہا ہو چکی ہے۔ ایسے میں پاکستان میں تو ہر احمدی کو جہاں لذت وسرور والی نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے وہاں مسجدوں کو آباد کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 20/ جنوری 2017ء بحوالہ الاسلام)

اس شمارہ میں

- جاگ گئے ہیں زمانے کو رتجگے اُس کے (منظوم)
- دبستانِ حیات
- پاکستان میں درندگی اور سفّاکی کی ایک بدترین مثال
- حواری

فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

گناہوں کو ختم کرنے کا نسخہ

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے اللہ کے رسولؐ! میں گناہ کا مرتکب ہوا ہوں اور سزا کا مستحق ہوں۔ نماز کا وقت ہو چکا تھا اس شخص نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب نماز ختم ہوئی تو اس نے پھر عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! میں سزا کا مستحق ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کے مقررہ قانون کے مطابق سزا دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: کیا تُو نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی؟ اس نے کہا جی حضورؐ! پڑھی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: اس نیکی کی وجہ سے تجھے بخش دیا گیا ہے۔ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔

(بخاری کتاب المحاربین اذا اقر بالحد)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

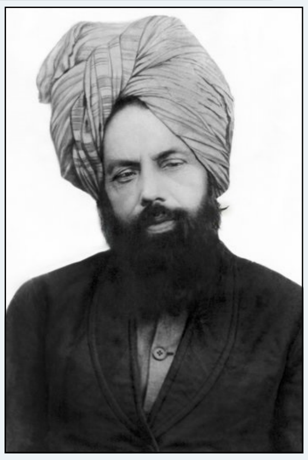

عبادت کی لذّت

اسی طرح سے خوب سمجھ لو کہ عبادت بھی کوئی بوجھ اور ٹیکس نہیں۔ اس میں بھی ایک لذت اور سُرور ہے اور یہ لذت اور سُرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظِ نفس سے بالاتر اور بلند ہے۔ جیسے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات میں ایک لذت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہوسکتا ہے جو مرد اپنے قویٰ صحیحہ رکھتا ہے۔ ایک نامرد اور مخنث وہ حظّ نہیں پا سکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے اسی طرح پر ہاں ٹھیک ایسا ہی وہ کم بخت انسان ہے جو عبادتِ الٰہی سے لذت نہیں پا سکتا۔

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے۔ میں کہتا ہوں حقیقی۔ ابدی اور لذت مجسم جو جوڑ ہے وہ انسان اور خدا تعالیٰ کا ہے۔ مجھے سخت اضطراب ہوتا اور کبھی کبھی یہ رنج میری جان کو کھانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی یا کھانے کا مزا نہ آئے تو طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منتیں اور خوشامدیں کرتا ہے۔ روپیہ خرچ کرتا۔ دُکھ اُٹھاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو۔ وہ نامرد جو اپنی بیوی سے لذت حاصل نہیں کرسکتا بعض اوقات گھبرا گھبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا اور اکثر موتیں اس قسم کی ہو جاتی ہیں۔ مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامراد کیوں کوشش نہیں کرتا جس کو عبادت میں لذت نہیں آتی؟ اس کی جان کیوں غم سے نڈھال نہیں ہو جاتی۔ دُنیا اور اس کی خوشیوں کے لئے کیا کچھ کرتا ہے۔ مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا۔ کس قدر بے نصیب ہے۔ کیسا ہی محروم ہے! عارضی اور فانی لذتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے۔ کیا ہوسکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ مگر تلاشِ حق میں مستقل اور پویہ قدم درکار ہیں۔

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 160-161۔ ایڈیشن 1984ء)

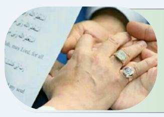

دربارِ خلافت

گورنمنٹ ایسا قانون بنائے کہ جس میں ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے فریق پر گند اچھالنے کی اجازت نہ ہو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

پس اگر کوئی انصاف کی نظر سے دیکھے تو یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے آنحضرتؐ کے مقام کو پہچانا ہے، کوئی بھی نہیں پہچان سکتا۔ اور آپ ہی وہ مردِ مجاہد تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر حملے کی صورت میں سب سے پہلے مؤثر آواز بلند کی۔

1897ء میں جب پادریوں کی طرف سے مشن پریس گوجرانوالہ میں اسلام کے ردّ میں ایک کتاب شائع ہوئی اور اس میں آنحضرتؐ کی ذات کے بارہ میں انتہائی دریدہ دہنی کی گئی اور مسلمانوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی گئی اور پھر مسلمانوں کا دل دکھانے کے لئے ایک ہزار کاپی اس کتاب کی علماء اور مسلمان لیڈروں کو مفت تقسیم کی گئی اور ایک کاپی اس کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی بھیجی گئی۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک اشتہار دیا اور حکومت کو توجہ دلائی کہ گو قانون بے شک یہ کہہ دے کہ تمہیں بھی اجازت ہے اور یہ کتاب لکھنا توہین اور ہتک کے زمرہ میں نہیں آتا، تم لوگ بھی لکھ سکتے ہو۔ لیکن فرمایا کہ مسلمان تمام انبیاء پر ایمان لاتے ہیں اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا کسی اور نبی کے بارے میں اس طرح کی لغویات نہیں لکھ سکتے، بیہودہ گوئی نہیں کر سکتے۔ آپ نے حکومت کو مشورہ دیا کہ گورنمنٹ ایسا قانون بنائے کہ جس میں ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے فریق پر گند اچھالنے کی اجازت نہ ہو۔ اور یہی طریقِ کار ہے جس سے امن امان اور بھائی چارہ قائم ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بہترین طریق نہیں ہے۔ آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کی حفاظت اور مخالفین کے آپؐ کی ذات پر اور اسلام پر حملے کے خلاف ایک جوش تھا، اور ہر موقع پر آپ اس کے دفاع کے لئے کھڑے ہوتے تھے۔ درد سے مسلمانوں کو بھی سمجھایا کہ کس طرح ہم دشمنوں کے حملے کو پسپا کر سکتے ہیں؟ کیا طریقِ کار تم مسلمانوں کو بھی اختیار کرنا چاہئے۔ قطع نظر اس کے کہ تم کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی حفاظت ایک ایسا اہم کام ہے جس کے لئے تمام مسلمانوں کو اکٹھے ہو جانا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’ہمارے مخالفوں نے‘‘ (یعنی اسلام کے مخالفوں نے) ’’ہزاروں اعتراض کر کے یہ ارادہ کیا ہے کہ اسلام کے نورانی اور خوبصورت چہرہ کو بدشکل اور مکروہ ظاہر کریں۔ ایسا ہی ہماری تمام کوششیں اسی کام کے لئے ہونی چاہئیں کہ اس پاک دین کی کمال درجہ کی خوبصورتی اور بے عیب اور معصوم ہونا بپایۂ ثبوت پہنچادیں۔ یقیناً سمجھو کہ گمراہوں کی حقیقی اور واقعی خیر خواہی اسی میں ہے کہ ہم جھوٹے اور ذلیل اعتراضات کی غلطیوں پر ان کو مطلع کریں اور اُن کو دکھلادیں کہ اسلام کا چہرہ کیسا نورانی، کیسا مبارک اور کیسا ہر ایک داغ سے پاک ہے؟ ہمارا کام جو ہمیں ضرور ہی کرنا چاہئے، وہ یہی ہے کہ یہ دجل اور افترا جس کے ذریعہ سے قوموں کو اسلام کی نسبت بدظن کیا گیا ہے، اُس کو جڑ سے اکھاڑ دیں۔ یہ کام سب کاموں پر مقدم ہے۔ جس میں اگر ہم غفلت کریں تو خدا اور رسول کے گنہگار ہوں گے۔ سچی ہمدردی اسلام کی اور سچی محبت رسولِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اسی میں ہے کہ ہم ان افتراؤں سے اپنے مولیٰ و سیّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا دامن پاک ثابت کر کے دکھلائیں۔ اور وسواسی دلوں کو یہ ایک نیا موقع وسوسہ کا نہ دیں کہ گویا ہم تحکّم سے حملہ کرنے والوں کو روکنا چاہتے ہیں اور جواب لکھنے سے کنارہ کش ہیں۔ ہر ایک شخص اپنی رائے اور خیال کی پیروی کرتا ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ہمارے دل کو اسی امر کے لئے کھولا ہے کہ اس وقت اور اس زمانے میں اسلام کی حقیقی تائید اسی میں ہے کہ ہم اس تخمِ بدنامی کو جو بویا گیا ہے اور اُن اعتراضات کو جو یورپ اور ایشیا میں پھیلائے گئے ہیں۔ جڑ سے اکھاڑ کر اسلامی خوبیوں کے انوار اور برکات اس قدر غیر قوموں کو دکھلاویں کہ اُن کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اور اُن کے دل ان مفتریوں سے بیزار ہو جائیں جنہوں نے دھوکہ دے کر ایسے مُزخرفات شائع کئے ہیں (یعنی جھوٹی باتیں شائع کی ہیں)۔ اور ہمیں اُن لوگوں کے خیالات پر نہایت افسوس ہے جو باوجودیکہ وہ دیکھتے ہیں کہ کس قدر زہریلے اعتراضات پھیلائے جاتے اور عوام کو دھوکہ دیا جاتا ہے، پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ ان اعتراضات کے ردّ کرنے کی کچھ بھی ضرورت نہیں، صرف مقدمات اٹھانا اور گورنمنٹ میں میموریل بھیجنا کافی ہے‘‘۔

(البلاغ، فریادِ درد۔ روحانی خزائن۔ جلد 13۔ صفحہ 382-383)

صرف اتنی سی بات کافی نہیں کہ کسی کو پکڑلیا یا مقدمہ بنا دیا یا میموریل بھیج دیا بلکہ ایک عملی کوشش اور مسلسل کوشش اور مستقل کوشش کرنے کی ضرورت ہے۔ پس یہ ہے اصل درد کہ اٹھو اور الزامات کو ردّ کرنے کے لئے مسلسل کوشش کرتے چلے جاؤ اور اپنے عملوں کو حقیقی مسلمان کا عمل بناؤ نہ کہ صرف میموریل بھیج کر یا جلوس نکال کر یا چند دن شور مچا کر پھر بیٹھ جاؤ۔

(خطبہ جمعہ 21/ جنوری 2011ء بحوالہ الاسلام)

جگا گئے ہیں زمانے کو رتجگے اُس کے

جلیں گے وقت کے ہر موڑ پر دیے اُس کے
تمام منزلیں اُس کی ہیں، راستے اس کے

وہی تو تھا کہ جو سلطانِ حرف و حکمت تھا
قلم کرشمہ تھا اور حرف معجزے اُس کے

جہانِ نَو کے نوشتے اسی کی تحریریں
محبتوں کے منادی مکالمے اُس کے

وہ عکسِ یار تھا اور آئینہ نما بھی تھا
نرالی شان، انوکھے تھے مرتبے اُس کے

یہ تذکرے، یہ تجسّس اسی کا نذرانہ
جگا گئے ہیں زمانے کو رتجگے اُس کے

اندھیری شب کی یہ دیوار گر پڑے گی رشیدؔ
کرن بدست جو نکلیں گے قافلے اُس کے

(رشید قیصرانی)

از منور احمد خورشید۔ واقفِ زندگی

دبستانِ حیات
قسط پنجم

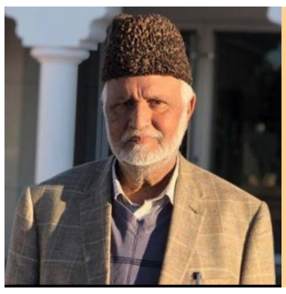

تعارف میانوالی

میانوالی پنجاب کا سرحدی ضلع ہے۔ لوگ بظاہراپنی وضع قطع اور لباس سے بہت غیر مہذّب لگتے ہیں۔لیکن ان میں رہنے سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ دل کے بہت اچھے ہوتے ہیں۔ دوستی اور دشمنی میں انتہا کے قائل ہیں۔موسم کے اعتبار سے چونکہ یہ علاقہ ایک ریگستان کی مانند ہے۔اس لئے اکثر یہاں آندھی کی کیفیت رہتی تھی۔جسٹس کیانی کو ایک وقت میں فرائض منصبی کی ادائیگی کے سلسلہ میں میانوالی میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ ایک روز کسی نے میانوالی کے بارے میں ان سے یہ سوال پوچھا کہ سنا ہے میانوالی میں آندھیاں بہت آتی ہیں۔انہوں نے جواباً کہا کہ یہ تو درست نہیں ہے۔ادھر تو بس ایک دو آندھیاں آتی ہیں جو سال بھر چلتی ہیں۔

میانوالی میں آمد

مرکزی ارشاد ملا، کہ اب میری ٹرانسفر کھاریاں سے میانوالی کر دی گئی ہے۔ وہاں پہنچ کر اطلاع دیں۔ان دنوں مکرّم نثار احمد خان صاحب مرحوم وہاں پرمربّی سلسلہ تھے،دفتراصلاح وارشاد سے میانوالی مشن ہاؤس کا ایڈریس اور بنیادی معلومات حاصل کیں۔منزلِ نَو کے لئے تیاری کی۔ کچھ مصروفیات تھیں اس لئے سوچا کہ شام کو روانہ ہوں گا۔سردی کا موسم تھا۔شام کوعازمِ میانوالی ہوا۔ ربوہ سے سرگودھا اور پھر وہاں سے میانوالی کے لئے بس میں سوار ہوگیا۔ رات گئے میانوالی لاری اڈہ پہنچا۔لاری اڈہ شہر سے کافی دور ایک سنسان جگہ پر نیا ہی بنا تھا۔ یہ میانوالی کے لئے میرا پہلا سفر تھا،اس علاقہ اورشہر کے ماحول سے بالکل نا آشنا تھا۔بس سے اتر کر دیکھا کہ یہاں جنگل بیابان ہے۔ایک رکشے والے سے بات کی اوراسے کلوریاں سٹریٹ پہنچانے کی درخواست کی۔ لاری اڈہ چونکہ شہر سے خاصے فاصلہ پر تھا،شہر جانے کے لئے نہر کے کنارے کنارے سفر کرنا تھا۔اب میانوالی کا پردیسی ماحول،ہرسو تاریکی اور رات کی تاریکی میں رکشہ میں سوارنہر کے کنارے کنارے رواں دواں تھا۔ دلِ ناداں کئی قسم کے خیالات کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اللہ اللہ کر کے مشن ہاؤس پہنچے۔ یہ مکان نما مشن ہاؤس میانوالی ریلوے سٹیشن سے مختصرمسافت پر ایک بند گلی میں واقع تھا۔بخیریت پہنچنے پر خدا کا شکرادا کیا۔ رکشہ والا شریف آدمی تھا۔اجرت لے کرفوری رفوچکر ہوگیا۔میں نے سامان اٹھایا اورمربی ہاؤس کے دروازہ پر پہنچا، گلی کافی تاریک تھی۔دروازہ پر دستک دی۔لیکن جواب نہ دارد۔جب دروازہ کوبغور دیکھا تومعلوم ہوا کہ یہاں تو تالہ لگا ہوا ہے۔

اب رات کا وقت،ہرجانب ہو کا عالم اور میں بے بسی کی حالت میں کھڑا تھا کیونکہ میراشہر بھر میں ایک ہی تو تعارف تھا اور وہ یہاں موجود نہیں۔ خیر،میں نے سامان اٹھایا اور پھر بھاری قدموں سے بازار میں آ کھڑا ہوا۔سوچا کم از کم کچھ روشنی تو ہے۔ شاید کوئی بھولا بھٹکا انسان مل جائے۔

شرافت زندہ تھی

کچھ دیر کے بعد دو پولیس آفیسرایک جانب سے آ گئے۔ علیک سلیک کے بعد انہیں بتایا کہ ایک مسافر ہوں۔ پہلی بار یہاں آیا ہوں۔ میرا تعلق جماعتِ احمدیہ سے ہے۔لیکن اتفاق سے میرا میزبان گھر پر نہیں ملا۔کیا آپ کسی احمدی کو اس شہر میں جانتے ہیں۔انہوں نے بتایا ہم تو کسی احمدی کو نہیں جانتے لیکن آپ فکر نہ کریں کچھ کرتے ہیں۔کہنے لگے آپ ہمارے ساتھ آئیں، ہم چل پڑے۔ تھوڑی دور ایک دوکان میں دو نوجوان سفیدی کر رہے تھے۔ پولیس آفیسر نے انہیں پوچھا۔کیا آپ کسی قادیانی کو یہاں جانتے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ ہاں یہاں قریب ہی ایک قادیانی کا گھر ہے۔جس پر وہ نوجوان مجھے اس گھر پر لے گیا۔یہ فرشتہ سیرت بزرگ قریشی احمد شفیع صاحب کا گھر تھا۔انہوں نے کمال محبت اور الفت سے بڑی ہی گرمجوشی سے میرا استقبال کیا۔آج تک وہ نظارہ میرے دل ودماغ پر نقش ہے۔

میانوالی کی چند شخصیات
حضرت غلام حسن صاحب پشاوری رضی اللہ عنہ

مکرّم حضرت غلام حسن خان نیازی صاحب حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ابتدائی صحابہ کرام میں سے ہیں۔

آپ کا تعلق میانوالی کے معروف قبیلہ نیازی سے ہے۔لیکن اوائل جوانی میں بغرضِ تعلیم پشاورتشریف لے گئے۔ پھر ساری عمر پشاور میں رہے۔جس کی وجہ سے پشاوری کہلائے۔ان کے روحانی مقام کا ادراک اس بات سے ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت مرزا بشیراحمد صاحب کی شادی حضرت غلام حسن خان صاحب کی صاحبزادی سرور سلطان صاحبہ کے ساتھ کی۔اس طرح حضرت مرزا مظفر احمد صاحب مکرم حسن خان صاحب کے نواسے ہیں۔

نیازی خاندان میانوالی کا ایک بہت ہی مضبوط اور دنیاوی اعتبار سے بااثر قبیلہ ہے۔ان کے خاندان میں کسی اور کوقبولِ حق کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔

قریشی احمد شفیع صاحب

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

میانوالی شہرمیں ایک احمدی بزرگ مکرّم قریشی احمدشفیع صاحب رہتے تھے۔اب تو خدا کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریقِ رحمت کرے اور کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔موصوف حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کے بھانجے تھے۔ جو کسی زمانہ میں بھیرہ سے میانوالی آ کر آباد ہوگئے تھے۔ یہ بزرگ شہر بھر میں واحد احمدی تھے جن کا یہاں پراپناذاتی مکان تھا۔باقی جو چند احمدی اس شہر میں تھے وہ بغرض کسبِ معاش یہاں آ کر آباد تھے۔

انبیاء کرام کو ماننے والوں پر جب ابتلاء آتے ہیں۔تو اس کسوٹی کے ذریعہ ایمان والوں کا فیصلہ ہوجاتا ہے۔سب دیکھنے اور سننے والے بھی اس امر کے گواہ بن جاتے ہیں۔کہ یہی وہ طریق ہے۔ ایمان لانے والوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں اور وہ کس طرح جوانمردی کے ساتھ خدا تعالیٰ کی رضاوخوشنودی کے حصول کی خاطرصبروشکیب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔جن کی مثال صرف اور صرف انبیاء علیہم السلام کے سچّے پیروؤں کی سنت ہوتی ہے۔

مکرّم قریشی صاحب پورے شہر میں اکیلے ہی احمدی دوکاندار تھے۔جب 1953ءکے فسادات ہوئے،ان کی دوکان پر ہجوم نے دھاوا بول دیا۔ جو کچھ کسی کے ہاتھ لگااپنے باپ کا مال سمجھ کر چلتا ہوا۔ دوکان خالی ہوگئی۔لیکن اللہ نے فضل فرمایا۔پھر آپ نے پس انداز کی ہوئی قلیل پونجی سے کاروبارشروع کیا،اللہ نے دستگیری کی اورپھر دیکھتے ہی دیکھتے کاروبار نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کرنی شروع کی اور بہت جلد قریشی صاحب کا کاروبارمستحکم ہو گیا۔

1974میں پھر دشمنانِ حق نے اینٹی احمدیہ تحریک شروع کی۔اور یہ مسموم ہوا میانوالی میں بھی پہنچ گئی۔ ایک بار پھرشیطان کے چیلوں اور فساد کےمتوالوں نے شہر بھرمیں جلوس اور ہنگامے شروع کر دئے۔

ایک بار پھر قریشی صاحب ان کے مظالم کا نشانہ بنے۔آپ کوسر بازار مارا پیٹا گیا۔جس سے آپ خاصے مجروح ہوئے۔ان فسادیوں کا ایک اہم مقصدتو دوکان کو لوٹنا تھا۔وہ بھی لوٹی گئی۔

جب فسادات کا زور ٹوٹا اورحالات سازگار ہوئے۔تو مکرّم قریشی صاحب ایک بار پھر اپنی دوکان میں آئے۔تھوڑا سا سامان ادھار لے کر دوکان میں سجا لیا۔

ایک روز ایک عمررسیدہ شخص آپ کی دوکان پر آیا۔ یہ شخص آپ کا پرانا شناسا تھا۔آپ سے مخاطب ہوا،کہنے لگا قریشی صاحب۔اگر مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے ہیں۔تو بخدا تمہارامقام صحابہ کا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص جو قریشی صاحب کا خاصااچھا دوست اور ہمدرد تھا۔ آپ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا قریشی صاحب آپ کواس مار پیٹ اور مال ومتاع کے کئی بار لوٹے جانے کے بعد بھی خوف نہیں آتا؟

قریشی صاحب کہنے لگے۔ بھائی جب انسان نہاتا ہے تو پہلی دفعہ پانی جسم پر ڈالنے سے ڈر لگتا ہے۔لیکن جب ایک دفعہ ٹھنڈا پانی جسم پر ڈال لیتا ہے تو اس کے بعد جتنی بارمرضی پانی ڈالتے جائیں۔تکلیف نہیں ہوتی۔اس لئے مجھے مارپیٹ اور نقصانات سے اب کوئی خوف نہیں آتا۔

صوبیدار بشیراحمد صاحب خلافت سے عشق

میانوالی جماعت کے صدر مکرّم صوبیدار بشیراحمد صاحب تھے۔ کہیں دوسرے علاقہ سے بغرضِ ملازمت یہاں تشریف لائے بعد ازاں ان کے بیٹوں نے وہیں ورکشاپ کھول لئے۔اس طرح موصوف میانوالی کے ہی بن گئے۔لمبا عرصہ خدمتِ دین کی توفیق پائی۔ ہمدرد اورنیک انسان تھے۔

مکرم صوبیدار صاحب خلافت کے عاشق صادق تھے۔ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔

جس شام مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے انتقال کی خبر ملی۔ میں نے اسی رات سب احمدیوں کے گھروں میں جاکر یہ افسوسناک خبر پہنچادی۔ تا کہ اگر کوئی دوست ربوہ جانا چاہیں تو بروقت تیاری کرسکیں۔ اسی سلسلہ میں، میں مکرم صوبیدار بشیر احمد صاحب کے گھر پہنچا۔ تو اندر سے اونچی اونچی گریہ وزاری اور سسکیوں کی آواز آرہی تھی۔ یہ صوبیدار صاحب تھے۔ جو رات کی تاریکی میں اپنے صحن میں اپنے امام اور روحانی باپ کی شفا یابی کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی رحمت کے دروازہ پر دستک دے رہے تھے۔ انہوں نے دروازہ کھولا۔ میں نے انہیں خبر سنائی جس پر ان کے دکھ درد کی کیفیت ناقابل بیان ہے۔

ایسے لگتا تھا جیسے انہیں الہام ہو رہا ہو

میانوالی ریلوے پولیس سٹیشن میں ایک پولیس آفیسر شاہ صاحب تھے۔ جن کا تعلق میرے آبائی علاقہ سے تھا۔ میں کبھی کبھار ان کے پاس جایا کرتا تھا اور وہ بھی چند دفعہ باوردی میرے پاس مسجد تشریف لائے۔ بہت سلجھے ہوئے انسان تھے۔ ایک دن میں ان کو ملنے کے لئے پولیس سٹیشن گیا ،وہاں پر ایک اور پولیس آفیسر بھی تشریف فرماتھے۔ شاہ صاحب نے مہمان کے بارے میں مجھے بتایا کہ یہ صاحب بھی میری طرح پولیس آفیسر ہیں اور ان کا گاؤں چیچیاں ہے جو ہمارے گاؤں کے قریب ہے اور میرے بارے میں انہیں بتایا کہ یہ جماعت احمدیہ کے مربّی ہیں اور ہمارے ہی علاقہ سے ان کا تعلق ہے۔ مہمان دوست کہنے لگے۔ ہمارے ایک عزیز چوہدری محمد عالم صاحب آف فتح پور بھی احمدی ہیں۔ بسااوقات وہ ہمارے ہاں تشریف لاتے تھے۔ ان کی عجیب شخصیت تھی۔ جب وہ باتیں کرتے تھے تو ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے انہیں الہام ہو رہا ہے۔

چوہدری محمد عالم صاحب کا تعلق ہمارے گاؤں سے ہی تھا۔ بہت ہی نیک، بہادر انسان اور سماجی شخصیت تھے۔ انہیں ایک لمبا عرصہ بطور صدر جماعت احمدیہ خدمت کی توفیق ملی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیراز جماعت لوگوں پر بھی احمدی احباب کا ایک نیک اثر ہوتا تھا۔

مکرم شیخ منیر احمد صاحب شہید

(امیر جماعت احمدیہ لاہور)

1982ء میں مکرم شیخ منیر احمد صاحب کا بطور سیشن جج میانوالی میں تبادلہ ہوا۔ مکرم شیخ صاحب نے فوری طور پر مسجد سے رابطہ کیا۔ موصوف اپنے فارغ اوقات میں نمازوں کے لئے مسجد میں تشریف لاتے۔ چندہ جات میں بڑے باقاعدہ، نماز وروزہ میں ایک قابل تقلید مثال تھے۔

حدیقۃ الصالحین ایک لاجواب کاوش

از مکرم ملک سیف الرحمان صاحب مفتی سلسلہ عالیہ

غیراز جماعت جج کے تأثرات

ایک دن مکرم شیخ صاحب نے بتایا کہ چند روز پہلے ایک جج صاحب کی ٹرانسفر میانوالی شہر میں ہوئی ہے۔ اتفاق سے انہیں میرے ساتھ والا بنگلہ مل گیا۔ میں نے حسبِ توفیق ان کی خاطر مدارت کی۔ مزید ان کی خدمت میں عرض کی کہ اگر کوئی اور خدمت درکار ہو تو بلا جھجک ارشاد فرمادیں۔ موصوف کہنے لگے میرا سامان بند پڑا ہے۔ اس لئے اگر ہو سکے تو مجھے کوئی کتاب پڑھنے کے لئے دیدیں۔ شیخ صاحب کہنے لگے، میں سوچ میں پڑ گیا کہ معلوم نہیں ،جج صاحب کا ذوق کیا ہے۔ سیاست، مذہب، تاریخ کی کونسی کتاب انہیں پیش کروں۔ میں متذبذب تھا۔ کوئی فیصلہ نہیں کر پارہا تھا۔ بالآخر میں نے مختلف موضوعات پر کتب لیں اور ان کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ ان کتب میں مکرم ملک سیف الرحمان صاحب مرحوم (سابق مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کی تصنیفِ منیف حدیقۃ الصالحین بھی تھی۔ اگلی صبح اس دوست سے ملاقات ہوئی۔ میں نے انہیں پوچھا۔ چند کتابیں رات کو آپ کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ نہ معلوم وہ آپکے ذوقِ سلیم کے موافق تھیں یا نہیں۔ جج موصوف فرمانے لگے۔ میں نے صرف حدیقۃ الصالحین کا ہی مطالعہ کیا ہے۔ بخدا پہلی بار حدیث کی کتاب پڑھنے کا لطف آیا ہے۔ کسی بھی موضوع کو سمجھنے کی توفیق ملی ہے۔ بڑی بڑی کتب تو کسی نتیجہ پر پہنچانے کی بجائے نارسا ذہن میں متعلقہ موضوع کے بارے میں اور بہت سے سوالات پیدا کردیتی ہیں۔ کیونکہ اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے پرائمری کے طالب علم کو یونیورسٹی کی کتاب پڑھنے کو دے دیں۔

تیری سادگی پر

1982ء میں جماعتِ احمدیہ کے جلسہ سالانہ کے دن تھے۔ ربوہ میں احمدیت کے دیوانوں کا ایک ایسا ہجوم تھا کہ کھوّے سے کھوّا چھلتا تھا۔ سخت سردی کے ایام تھے۔ بازار میں مختلف قسم کی دوکانیں اور ٹھیلے لگے ہوئے تھے۔ بعض لوگوں نے سر بازار زمین پر ہی پرانے کپڑوں کے ڈھیر لگائے ہوئے تھے۔ بہت سارے لوگ مالی وسعت نہ ہونے کی وجہ سے ان پرانے کپڑوں کی خریداری کرکے اپنے آپ کو سردی سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک روز میں بازار سے گزر رہا تھا۔ ایک جگہ پر بہت سے لوگ اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق پرانے کپڑے خریدنے کے لئے انتخاب کررہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ مکرم شیخ منیر احمد صاحب جو کہ ایک بہت ہی اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔ وہ بھی اس کپڑوں کے ڈھیر کے پاس کھڑے خریداری فرمارہے تھے۔ میں ایک جانب سے گزر گیا۔ لیکن آج تک وہ نظارہ میری نگاہوں کے سامنے ہے۔ میرے دل میں اس واقعہ نے ان کے مقام کو اور رفعت اور عظمت بخش دی۔ پاکستان میں تو ان کے شعبہ سے وابستہ چھوٹے چھوٹے کارکن بھی پُر تعیّش زندگیاں بسر کرتے ہیں۔ جبکہ احمدی افسران بڑی ایمانداری کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرتے ہیں اور کسی طرح بھی کسی ناجائز ہتھکنڈے سے کسی کی حق تلفی نہیں کرتے۔

فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یہ ارشاد فرمایا ہے کہ بیماری اور سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا کوئی بھی ارشاد حکمت سے خالی نہیں ہے۔ بسااوقات انسان اپنی کم علمی اور کم فہمی کی بنا پر اسے سمجھ نہیں پاتا اور نقصان اٹھاتا ہے۔

میانوالی شہر میں ایک دوست عبدالرحمان بھٹی صاحب رہتے تھے۔ کسی دور میں نہ معلوم کس وجہ سے میانوالی آکر آباد ہوئے اور انہوں نے اپنا مکان بھی خرید لیا۔ لیکن 1974ء کے فسادات میں ان کی دوکان لوٹ لی گئی جس کے بعد ان کی فیملی ربوہ منتقل ہوگئی۔ لیکن خود کاروباری سلسلہ میں میانوالی میں رہتے تھے۔ ایک دن میں ربوہ سے میانوالی رات گئے پہنچا۔ اگلے روز پہلا روزہ تھا۔ جس کا مجھے علم نہ ہوسکا۔ فجر کی نماز پر ایک دوست نے مجھ سے پوچھا۔ مربّی صاحب کیا آپ نے روزہ رکھا ہے؟ میں نے بتایا، مجھے تو روزہ کے بارے میں علم نہیں ہوا۔ بہرحال میں روزہ رکھ ہی لیتا ہوں۔ مکرم بھٹی صاحب بھی قریب ہی بیٹھے ہوئے تھے۔ کہنے لگے چلو میں بھی روزہ اسی طرح رکھ لیتا ہوں۔ (یعنی آٹھ پہرہ روزہ) میں نے بھٹی صاحب کو عرض کی میں تو جوان ہوں آپ بزرگ بھی ہیں اور شوگر کے مریض بھی ہیں اس لئے آپ روزہ نہ رکھیں۔ مگر وہ مصر رہے اور انہوں نے روزہ رکھ لیا۔ اسی روز نماز ظہر کے قریب وہ بے ہوش ہوگئے۔ انہیں ربوہ لے جایا گیا۔ لیکن تیر کمان سے نکل چکا تھا اور مکرّم بھٹی صاحب باوجود ہر ممکن کوشش کے جانبر نہ ہوسکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

احمدیت ایک روحانی پیدائش

مکرم عزیز الرحمان صاحب منگلا۔ 1982ء میں مکرم منگلا صاحب سرگودھا شہر میں بطور مربّیِ سلسلہ خدمت بجا لارہے تھے۔ آپکا تعلق سرگودھا کے ایک معروف قصبہ چک منگلا سے تھا۔ 1953ء میں احمدیت کے خلاف فسادات میں پیش پیش تھے۔ ان پُرآشوب دنوں میں احمدیت کی تائید و نصرت میں چند معجزات دیکھے، سعید فطرت تھے، احمدیت قبول کرلی۔ موصوف جماعت کے ایک جیّد عالم تھے۔ بڑے ہی سادہ لوح اور ہمدرد وجود تھے۔ آپ کا لباس نہایت سادہ ہوتا تھا۔ سر پر عام سی پگڑی ہوتی، شلوار کی بجائے تہبند کا استعمال کرتے تھے۔ ایک دفعہ خاکسار نے انہیں میانوالی جماعت کے کسی اجلاس میں تقریر کی دعوت دی۔ احباب جماعت کو آپکی آمد کی خبر دی۔ آپ جب تشریف لائے تو حاضرینِ مجلس جن میں سے اکثریت سرکاری افسران اور دیگر پڑھے لکھے احباب کی تھی۔ انہیں مہمان کے اس مخصوص لباس کو دیکھ کر قدرے مایوسی ہوئی۔ کہتے ہیں ”الناس باللباس“ یعنی۔ پہلے لوگ کسی نووارد کے بارے میں اس کے لباس کی بنا پر اسکی شخصیت وحیثیت کو جانچتے ہیں۔ پھر اگر اس سے بات چیت کا اتفاق ہو تو پھر اسکی گفتگو سے اس کے بارے میں رائے قائم کرتے ہیں۔ بعد ازاں اس سے صحبت کے نتیجہ میں کردار کی باری آتی ہے۔

جب منگلا صاحب کو دعوتِ خطاب دی گئی۔ آپ منبر پر تشریف لائے۔ آغازِ تقریر میں آپ نے بتایا کہ میری ایک پیدائش میانوالی شہر کی ہے۔ پھر بتایا کہ انسان کی دو پیدائشیں ہوتی ہیں۔ ایک جسمانی اور ایک روحانی اور میرے استاذ مکرم پیر منورالدین صاحب کا تعلق بھی میانوالی کے علاقہ سے تھا۔ جن کی ہدایت اور ایماء پر میں نے احمدیت قبول کی۔ اس لئے میری روحانی پیدائش اس شہر کی ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک ایسی علمی اور پُرمعرفت اور پُرمغز تقریر کی جس کا ذکر تادیر سامعین کے وردِ زبان رہا۔

جماعت احمدیہ میانوالی

ضلع بھر میں صرف چند مقامات پر اکّا دکّا احمدی دوست تھے۔ یہ سب دوست کسبِ معاش کے سلسلہ میں اس علاقہ میں مقیم تھے۔

مرسلہ: خاور رشید باجوہ، جرمنی

پاکستان میں درندگی اور سفّاکی کی ایک بدترین مثال

مکرم مبارک احمد باجوہ صاحب شہید، چک 312ج ب کتھووالی گوجرہ کا ذکر خیر

حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہٴ جمعہ میں ارشاد فرمایا:۔

’’…پس یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اسلام کی خوبصورت تعلیم کو پھیلانے کے لئے ایک درد ہے اور جس کی آپ نے ان غیر احمدی مولویوں سے بھی اپیل کی ہے کہ خدا کے لئے اس تعلیم کو جو شدت پسندی کی ہے اپنے ذہنوں سے نکالو اور محبت اور پیار کی تعلیم کو رائج کرو۔ لیکن یہ بات سننے کو کب یہ نام نہاد مولوی تیار ہوتے ہیں۔ ان کے مقاصد تو اب دین اسلام کے تقدس کو قائم کرنے کی بجائے سیاسی اور ذاتی مفاد کا حصول ہوگیا ہے۔ جہاں تک مَیں نے دیکھا ہے اس واقعہ پر غم و غصے کا اظہار بھی علماء کی طرف سے پُرزور طریقے پر نہیں ہوا۔ شاید آج جمعہ پر بعض لوگوں نے کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو ان کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ وَاتَّقُوا اللّٰہَ۔ کہ اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہر معاملے کی خبر صرف خبر رکھنے کے لئے نہیں رکھتا بلکہ ہر عمل انسان کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے۔ ظلم کرنے والے جو ہیں وہ یقیناً اپنے بد انجام کو پہنچتے ہیں۔ پس اگر اپنی دنیا و عاقبت سنوارنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سامنے رکھیں کہ دشمن سے بھی انصاف کا سلوک کریں اور پھر کلمہ گوؤں کے بارے میں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ (الفتح: 30)۔ لیکن یہاں رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ تو دُور کی بات ہے یہ تو اپنوں سے بھی دشمنوں سے بڑھ کر سلوک کرتے ہیں جس کے نظارے ہم دیکھتے رہتے ہیں۔ اب یہ لاکھ، ڈیڑھ لاکھ، دو لاکھ آدمی جو صرف ایک ملک میں مار دیئے یہ اپنوں کے ساتھ ظلم کے سلوک ہی ہیں ناں یا یہ بھی ظلم کی انتہا ہی ہے کہ اس سلوک میں بچوں کو مارا، شہید کر دیا۔

کیا یہ سمجھتے ہیں کہ جو ظلم انہوں نے کیا ہے یا یہ کرتے رہتے ہیں اس پر سے بغیر پکڑ کے یہ گزر جائیں گے۔ نہیں اس طرح کبھی نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُہٗ جَہَنَّمُ خٰلِدًا فِیۡہَا وَغَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَلَعَنَہٗ وَاَعَدَّ لَہٗ عَذَابًا عَظِیۡمًا (النساء: 94) کہ وَمَنۡ یَّقۡتُلۡ مُؤۡمِنًا مُّتَعَمِّدًا۔ جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرے تو اس کی جزا جہنم ہے۔ وہ اس میں بہت لمبا عرصہ رہنے والا ہے۔ اور اللہ اس پر غضبناک ہوا اور اس پر لعنت کی۔ اور اس نے اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

…اللہ تعالیٰ کرے کہ ان کو یہ عقل آ جائے۔ پاکستان کے لئے اور مسلم ممالک کے لئے بہت دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان ملکوں میں امن قائم فرمائے اور حکومتیں بھی اور عوام الناس بھی حقیقی اسلامی قدروں کی پہچان کرنے والے بن سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس کے اعلیٰ نمونے قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ شام، عراق، لیبیا وغیرہ میں احمدی ان حالات کی وجہ سے جن میں سے یہ ملک اس وقت گزر رہے ہیں ایک تو وہاں کے شہری ہونے کی وجہ سے اور پھر احمدی ہونے کی وجہ سے بھی تکلیف میں ہیں۔ ان کے لئے بھی خاص دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان مشکلات سے نجات دے۔ بعض بڑی کسمپرسی کی حالت میں آسمان تلے پڑے ہوئے ہیں۔ دونوں گروہ احمدیوں کے مخالف بنے ہوئے ہیں۔ کوئی مدد بھی ایسے حالات میں نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنا فضل فرمائے اور رحم فرمائے اور جلد ان لوگوں کو ان تکلیف کے دنوں سے نکالے۔

…نمازوں کے بعد میں کچھ جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ایک جنازہ تو ہمارے ایک شہید بھائی کا ہے۔ مبارک احمد صاحب باجوہ ابن مکرم امیر احمد باجوہ صاحب چک 312ج ب کتھووالی ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے ہیں۔ ان کو شہید کیا گیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ ان کو کچھ نامعلوم افراد نے 26/اکتوبر 2009ء کو ان کے ڈیرے سے اغوا کر لیا تھا اور ان کے بارے میں اب تک معلوم نہیں ہوسکا تھا۔ تاہم چند روز قبل گجرات کے ایک علاقے سے گرفتار ہونے والے چند دہشتگردوں نے انکشاف کیا کہ ہم نے کتھووالی کے ایک مبارک باجوہ کو بھی گستاخ رسول قرار دے کر قتل کر کے بھمبھر نالہ واقع ضلع گجرات میں گڑھا کھود کر دبا دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اب یہ سارے فتوے دینے والے بھی بن گئے ہیں۔ مبارک احمد صاحب کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ان کے دادا مکرم پیر محمد صاحب کے ذریعے ہوا۔ انہیں جماعت سے بہت لگاؤ تھا۔ نہایت دیندار گھرانہ ہے۔ شہید مرحوم پیدائشی احمدی تھے۔ شہید مرحوم 1953ء میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور زمیندارہ کرتے تھے۔ شہید مرحوم نہایت ایماندار، نیک دل، نیک سیرت، شریف النفس اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے والد امیر احمد باجوہ صاحب اور بھائی مکرم رشید احمد باجوہ صاحب دونوں یکے بعد دیگرے کتھووالی جماعت کے صدر جماعت بھی رہے۔ ایک بیٹا ظہور احمد اس وقت بطور قائد مجلس خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔ ان کی اہلیہ شاہد بیگم صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے ظہور احمد، منصور احمد اور نصیر احمد اور عتیق احمد ہیں۔ اسی طرح ان کے دو بھائی اور ایک ہمشیرہ ہیں جو سوگوار ہیں۔ واقعہ کی کچھ مزید تفصیل اس طرح ہے کہ مبارک احمد باجوہ صاحب اور ان کے غیر از جماعت ملازم سکندر محمود کو جس کی عمر چودہ سال تھی کچھ لوگوں نے 26، 27/اکتوبر 2009ء کی رات کو آج سے پانچ سال پہلے ان کے ڈیرے سے اغوا کر لیا۔ اغوا کار دو کاروں پر سوار تھے۔ چند دن بعد اغوا کاروں نے مذکورہ ملازم کو ایک موبائل دے کر چھوڑ دیا۔ پھر اس موبائل نمبر پر تاوان کے لئے رابطہ کیا۔ دو کروڑ تاوان کی رقم کا مطالبہ کیا گیا جو کم ہو کے دس لاکھ پر آ گیا۔ اغوا کاروں کی شرط یہ تھی کہ رقم کوہاٹ یا پارہ چنار پہنچائی جائے۔ پھر اغوا کاروں سے رابطہ ختم ہوگیا۔ پولیس بھی کسی نتیجہ تک نہ پہنچ سکی۔ اب مکرم امیر صاحب ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ نے اطلاع دی کہ ڈی پی او ضلع نے مغوی کے بھائی عزیز احمد باجوہ صاحب کو بلا کر کہا ہے کہ آپ کے بھائی کے بارے میں کچھ معلومات ڈی پی او گجرات کے پاس ہیں ان سے مل لیں۔ وہ وہاں گئے۔ ڈی پی او گجرات سے ملاقات ہوئی۔ تو ڈی پی او گجرات نے بتایا کہ تحریک طالبان پاکستان افضل فوجی گروپ (یہ بھی بہت سارے گروپ وہاں بنے ہوئے ہیں) کے چند لوگ پکڑے گئے ہیں۔ جن میں واجد نامی شخص نے مبارک احمد باجوہ صاحب کو اغوا کرنے کے بعد چھریوں سے ذبح کر کے نعش کو بھمبھر نالے میں دبانے کا انکشاف کیا ہے۔ جب عزیز احمد باجوہ صاحب اور دیگر افراد مذکورہ زیر تفتیش واجد نامی شخص سے ملے تو اس نے بھی اس قتل کی تصدیق کی۔ اس سوال پر کہ کیا کوئی مقامی آدمی بھی اس کے ساتھ تھا تو مذکورہ ملزم نے کہا کہ ساتھ والے گاؤں کا احمد نامی ایک شخص ساتھ تھا جس نے ہمیں مبارک احمد باجوہ مرحوم کے گستاخ رسول ہونے کا بتایا تھا۔ یہ شخص پہلے عیسائی تھا۔ بعد میں مسلمان ہو کر تحریک طالبان میں شامل ہوگیا۔ اس کا والد باجوہ فیملی کا ملازم رہا تھا۔ اور پھر اس نے یہ بھی بتایا کہ ہم نے اغوا کیا اور کوٹلی گاؤں میں مسجد کے تہہ خانے میں ان کو زنجیروں سے باندھ کر رکھا اور پھر ایک دن ہم نے عشاء کی نماز کے بعد ان کو اسی طرح جیسا کہ بتایا گیا ہے گردن پر چھری پھیر کے اور پھر ٹکڑے ٹکڑے کر کے گڑھے میں دبا دیا۔ تو پولیس اہلکار نے مذکورہ مجرم سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے کہا کہ ہمیں ہمارے کمانڈر کا حکم ہے کہ یہ لوگ گستاخ رسول ہیں۔ لہٰذا ان کو قتل کر دو۔ اور اس کا حکم ماننا ہمیں ضروری تھا۔ یہ حال ہے۔ ابھی جو بچوں کو قتل کیا تو اب یہ کس پاداش میں کیا؟ یہ بھی طالبان کا ہی کام ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم شہید کے درجات بلند فرمائے اور ان کے بچوں کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔ بہرحال پتا تو لگ گیا پہلے صرف اغوا کی خبر تھی۔‘‘

(خطبہ جمعہ 19/ دسمبر 2014ء)

از راجہ برہان احمد ۔مربی سلسلہ ۔استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ

حواری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواری

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے ۔حواری آپ کی تربیت یافتہ جماعت تھے ۔عہد نامہ جدید نے حواریوں کا جو مختصر کردار ہمارے سامنے پیش کیا ہے اس کو مستحسن قرار نہیں دیا جاسکتا ہے ۔اس کے برعکس قرآن مجید حواریوں کو فرمانبردار، مطیع اور مددگار بتاتا ہے ۔جیسا کہ قرآنی بیان کے مطابق حواریوں کا یہ قول ہے:

قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ۚ وَ اشۡہَدۡ بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ

(آل عمران :53)

ترجمہ:حواریوں نے کہا کہ ہم اللہ کے انصار ہیں۔ہم اللہ پر ایمان لے آئے ہیں اور تُو گواہ بن جا کہ ہم فرمانبردار ہیں۔

یہ جاننا ضروری ہے کہ یہاں جن حواریوں کے بارہ میں ہم پڑھیں گے ۔وہ کون ہیں ؟ان کی اہمیت کیا ہے ؟اور ان خاص حواریوں کو اور کن کن ناموں سے یاد کیا جاتا ہے ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی تھے جو آج سے قریباً دو ہزار سال قبل موجودہ فلسطین اور اسرائیل کی سرزمین میں مبعوث ہوئے۔آپ نے توریت یا انبیاء کی دیگر کتب کو منسوخ نہیں کیا بلکہ آپ انہیں مکمل کرنے کے لئے آئے تھے ۔جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں:

’’یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں ۔‘‘

(متی باب 5 آیات 17اور 18)

جس طرح انبیائے سابقہ نے بھی اولین طور پر بنی نوع انسان کی تربیت اور فلاح کے لئے اور ان کو ایک واحدویگانہ خداکی طرف توجہ دلائی اور اسی کے سامنے جھکنے کا کہا بالکل اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنا کام سرانجام دیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاص کر جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے تھے، اس کا ذکر خود ان الفاظ میں فرماتے ہیں آپؑ نے فرمایا:

’’میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔‘‘

(متی باب 15آیت 24)

جس طرح انبیائے سابقہ نے اپنے کام سرانجام دینے کے لئے اپنے حواریوں کی خاص طرز پر تربیت کی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے شاگردوں کی تربیت کی تھی۔ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جنہوں نے خصوصی تربیت پائی تھی۔ان خصوصی اصحاب کو شاگرد، رسول یا حواری کہتے ہیں ۔ان کی تعداد 12 تھی۔ اغلباً یہ تعداد بنی اسرائیل کے 12قبائل کی وجہ سے تھی۔ چنانچہ جیسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اعلانیہ دعویٰ کے ساتھ لوگوں کو خداکی طرف بلانا شروع کیا تو آپ کی شہرت سارے یروشلم اور قرب و جوار کے علاقوں میں پھیل گئی ۔ جب آپ نے دیکھا کہ لوگوں کی حالت ان بھیڑوں کی مانند ہے جن کا کوئی چرواہا نہ ہو تو آپ نے انجیل کے بیان کے مطابق فرمایا:

’’۔۔۔اور اس نے بارہ کو مقرر کیا تا کہ اس کے ساتھ رہیں اور وہ ان کو بھیجے کہ منادی کریں اور بدروحوں کا نکالنے کا اختیار رکھیں وہ یہ ہیں ۔۔۔۔۔‘‘

(مرقس باب 3 آیات 14تا 16)

اس بارے میں ایک عیسائی مصنف اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتا ہے:

’’۔۔۔یہی منتخب رسول بعد ازاں کلیسیا کے اعلیٰ چوہان اور پاسبان ٹھہرے اور دنیا کی انتہا تک نجات کی خوشخبری پھیلانے کا ذریعہ بنے۔ایک مفکر کہتا ہے کہ یسوع نے بارہ کا انتخاب کر کے یہ ظاہر کیا کہ جس طرح عہدعتیق میں یعقوب کے بارہ بیٹے خدا کی برگزیدہ قوم اسرائیل کے نمائندے تھے، اسی طرح رسول بھی یسوع کی کلیسیا یعنی نئی اسرائیل کے راہنما اور قائدین بنیں۔ مکاشفہ کی کتاب کے مطابق بارہ رسول علامتی معنوں میں وہ ستون اور بنیادیں ہیں جن پر آسمانی یروشلیم قائم ہے ۔‘‘

(یسوع کے حواری از ولیم بارکلے صفحہ 9۔10)

’’اور اُس شہر کی شہر پناہ کی بارہ بنیادیں تھیں اور ان پر برّہ کے بارہ رسولوں کے بارہ نام لکھے تھے ۔‘‘

(مکاشفہ باب 21 آیت 14)

بہر حال یہ مختلف بیان کردہ وجوہات ہیں جنکی بناء پر ان بارہ 12حواریوں کو چنا گیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

لفظِ حواری

دراصل لفظِ حواری اردو زبان میں عربی سے آیا ہے ۔ اہل عرب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رسولوں، شاگردوں اور اصحاب کو حواری کہتے ہیں ۔عرب اس کے مختلف معانی کرتے ہیں ۔ چنانچہ لغت کی رُو سے اس لفظ کا مادہ (ح ۔ و۔ ر) ہے جسکے مختلف معانی یہ ہیں:

1۔رجوع ۔لوٹنا،واپس ہونا۔

2۔التحیر ۔تردّد،حیرانگی

3۔النقصان۔کم ہوجانا ۔

4۔ القعر۔تہہ

5۔العمق ۔گہرائی

الحور جمع کا صیغہ ہو تو اس کا مفرد مذکر کے لئے أَحْوَرَ اور حوراء مؤنث کے لئے آتا ہے اور اس کے معانی ہوتے ہیں ’’آنکھ کی سفیدی کا بہت زیادہ سفید اور سیاہی کا بہت زیادہ سیاہ ہونا اور آنکھ کی پتلی کا گول ہونا اور پلکوں کا باریک ہونا اور اس کے اردگرد والے حصوں کا سفید ہونا۔

(القاموس المحیط۔زیر لفظ حور)

حُوْرٌ کے معانی ہیں آنکھ کی سیاہی میں قدرے سفیدی ظاہر ہونا اور یہ آنکھ کی خوبصورتی کی انتہا ہے ۔

(المفردات لاامام راغب زیر لفظ حور)

اَلْحَوَارِیُّوْن۔أَنْصَارُعِیْسیٰ۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مددگار۔کہا جاتا ہے کہ وہ (1)قَصَّارِیْنَ یعنی دھوبی تھے ۔ کپڑے دھو کر سفید کرنے والے ۔(2)صَیَّادِیْنَ ۔شکاری تھے ۔یعنی جہل وظلمت کے جنگلوں سے لوگوں کو ہدایت و روشنی کی طرف شکار کر کے لاتے تھے اور حق کی طرف ان کی راہنمائی کرتے تھے ۔

بعض علماء کے نزدیک انہیں حواری اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں کو دین اور علم کے افادہ کے ذریعہ صاف ومطہر بناتے تھے اور دھوبی انہیں تمثیل وتشبیہ کے رنگ میں کہا جاتا ہے ۔

الحواریون الحواری سے مشتق ہے جس کے معنیٰ درج ذیل ہیں:

1)الناصح۔خیر اندیش

2)الحمیم۔ گہرا دوست

3)الناصر۔مددگار و قیل ناصر الانبیاء یعنی انبیاء کے مددگار کو ہی حواری کہتے ہیں اور اسی سے حواری مشتق ہے۔ان کو یہ نام ان کے خلوص نیت اور دل کے پاک صاف ہونے کی وجہ سے دیا گیا ہے ۔

(المنجد۔القاموس المحیط)

ان تمام حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے یہ بہر حال واضح بات ہے کہ جس طرح عربی زبان کے الفاظ ذومعانی ہوتے ہیں اسی طرح اس لفظ حواری یا الحواریون بھی خاص نسبت اصحاب عیسیٰ علیہ السلام سے ہے ۔

عرب شعراء نے بھی اس لفظ کو استعمال کیا ہے ۔

اصمعیات میں حنابی بن حارث بن ارکاۃ البرجمی کے ایک قصیدہ میں یہ لفظ موجود ہے ۔چنانچہ شاعر حوارین کے شوق شہادت کا ذکر یوں کرتا ہے ۔

و کر کما کر الحواری ینبغی
الی اللّٰہ زلفی ان یکر فیقتلد

یعنی جس طرح حواری شوقِ شہادت اور تقرب الی اللہ کی وجہ سے لوگوں کے سامنے بار بار وعظ کرتے تھے اور نصیحت فرماتے تھے اسی طرح ممدوح بار بار کرتا ہے ۔

جاحظ نے امیہ بن ابی صلت کا ایک شعر کتاب الحیوان 7/ 17میں نقل کیا ہے جس میں حضرت حزقیل نبی کے اس مشہور ومعروف رؤیا کو جس کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چار اناجیل نویس حواریوں کے ساتھ ہے، بیان کیا ہے ۔چنانچہ وہ کہتا ہے:

رجل و ثور تحت رجل یمینہ
و النسر للاخری و لیث موصد

اس شعر میں انسان (رجل) سے مراد حواری متی ، بیل (ثور) سے مراد حواری لوقا، عقاب (نسر) سے مراد حواری یوحنا اور شیر (لیث) سے مراد حواری مرقس ہیں۔

سموئیل شاعر کہتا ہے:

و سلیمان و الحواری یحییٰ
و متی یوسف کائی و لیت

اس شعر میں یوحنا حواری ، متی اور ان کے والد کا ذکر ہے ۔

(عربستان میں مسیحیت مؤلفہ پادری سلطان محمد صفحہ 268-269)

لفظِ حواری کے بارہ میں یہ بات تو واضح ہوگئی کہ یہ اردو زبان میں عربی سے آیا ہے اور بہت سے اور الفاظ کی طرح اب یہ بھی اردو زبان کا حصہ ہے اور اپنے خاص ماضی کی بناء پر عام طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے اصحاب اور پھر خاص طور پر بارہ 12حواریوں کے بارہ میں استعمال ہوتا ہے۔

عیسائی اردو ادب میں ”رسول“ کا لفظ بھی انہیں معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی زبان میں 'APOSTLE' کا لفظ خاص کر انہی اصطلاحی معانی میں استعمال ہوتا ہے جن میں اردو زبان کا لفظِ ”حواری“ اور لفظِ ”رسول“ مستعمل ہے۔

پس اب یہ واضح ہوگیا کہ حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خاص اصحاب ہیں۔

رسول

لفظِ رسول کا مطلب ہے خدا کی طرف سے پیغام لانے والا اور عیسائی لٹریچر میں ان بارہ 12حواریوں کے لئے یہ خاص لفظ استعمال کیا جاتا ہے جو دراصل یونانی لفظ aπoÕToλous کا ترجمہ ہے۔ انگریزی زبان میں لفظِ 'APOSTLE' یا رسل اصطلاحاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انہیں حواریوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ رسول کے اور معانی ایلچی اور قاصد کے بھی ہیں اُردو کی طرح یہ یونانی لفظ بھی دومعنوں میں استعمال ہوا ہے۔

عہد نامہ جدید میں

عیسائی اصطلاح میں یا یوں کہیں کہ عہد نامہ جدید میں بھی شاگردوں یا رسولوں کا ذکر آیا ہے۔ ذیل میں چند اہم حوالے درج ہیں:

”مسیح کے ان بارہ شاگردوں کے لئے جنہیں انہوں نے چنا اور اپنے ساتھ رکھ کر تربیت دی اور پھر منادی کے لئے بھیجا اور انہیں بدروحوں کو نکالنے کا اختیار بخشا“ (مرقس باب 3 آیات 13-15) اور انہیں رسول کا لقب دیا۔ (لوقا باب 6 آیت 13) یہوداہ اسکریوتی کی خودکشی کے بعد بارہویں جگہ پُر کرنے کے لئے پطرس نے رسول کے چناؤ کے لئے یہ معیار تجویز کیا کہ وہ خداوند یسوع کے بپتسمہ سے لیکر اُن کے آسمان پر اٹھائے جانے تک برابر ان کے ساتھ رہا ہو اور ان کے جی اُٹھنے کا گواہ ہو۔

(اعمال باب 1 آیات 21 تا 26)

وسیع تر معانی میں ہم یہ وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ آیا یونانی لفظ aπoÕToλous کسی عبرانی اصطلاح کی طرف اشارہ کرتا ہے، تاہم عبرانی کا ایک لفظ ”شَلِیح“ جس کا مادہ ش ل ح ہے۔ اس قسم کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں کسی کو باضابطہ نمائندہ بناکر خاص کام اس کے سپرد کرنا شائد پولوس اسی قسم کا ”شَلِیح“ (نمائندہ) تھا۔ (اعمال باب 9 آیت 2) پرانے عہد نامے میں اسی مادے کا لفظ 1سلاطین باب 14 آیت 6 میں اخیاہ نبی کے متعلق استعمال ہوا ہے ”کیونکہ میں تو تیرے ہی پاس سخت پیغام کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔“

پروٹسٹنٹ ترجمہ میں لفظ رسول اور اس کی جمع پرانے عہد نامہ میں چار جگہ استعمال ہوا ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

(یسعیاہ باب 42 آیت 19- باب 44 آیت 26- ملاکی باب 2 آیت 7 اور باب 3 آیت 1)

کیتھولک ترجمہ بھیجے ہوئے اور پیامبر ہے لیکن یہ عبرانی کے اس لفظ کا ترجمہ ہے جس کا مادہ م۔ل۔ک ہے اور ترجمہ فرشتہ ہے یعنی عربی کا مَلَک جمع ملائکہ اور یاد رہے کہ یونانی لفظ angelos کے معانی ہیں خبر دینے والا اسی لئے evangelion انجیل سے مراد خوشخبری ہے۔

نئے عہد نامے میں یونانی لفظ aπoÕToλous تقریباً 80 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ لوقا میں 6 مرتبہ۔ اعمال میں 28۔ پولوس کے خطوط میں 34۔ عبرانیوں، یہوداہ، متی، مرقس اور لوقا اور یوحنا میں ایک ایک مرتبہ اور پطرس کے خطوط میں 3 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔ (قاموس الکتاب زیر لفظ رسول)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھنے والے عیسائی ان بارہ 12حواریوں۔ رسولوں۔ شاگردوں۔ اصحاب کو بڑے عزت و احترام کے جذبات سے دیکھتے اور یاد کرتے ہیں۔ گو جیسا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا اہل عیسائی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام اور آپ کے ان حواریوں کی اصل تعلیم کو تو بھلا چکے ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لائی ہوئی حقیقی توحید کی تعلیم کو بھول چکے ہیں۔ اس کے باوجود اب بھی عیسائیوں کے نزدیک ان بارہ 12حواریوں کا مقام و مرتبہ مُسَلَّم ہے۔ بہر حال یہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی السابقون الاولون کی جماعت تھی۔

مسیح علیہ السلام کی ہجرت

حواریوں کی تعداد اور اسماء کا ذکر کرنے سے قبل اناجیل میں درج وہ آخری حواریوں اور مسیح کی ملاقات کا ذکر ضروری ہے جس کے بعد عیسائی اور عام مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق مسیح علیہ السلام آسمان پر چلے گئے۔ چنانچہ لکھا ہے

”پھر وہ انہیں بیت عنیاہ کے سامنے تک باہر لے گیا اور اپنے ہاتھ اٹھا کر انہیں برکت دی اور جب وہ انہیں برکت دے رہا تھا۔ تو ایسا ہوا کہ وہ ان سے جدا ہو گیا اور وہ اس کو سجدہ کرکے بڑی خوشی سے یروشلیم کو لوٹے۔“ (لوقا باب 24 آیات 50-52)

اس بیان میں ایک تو حواریوں کی خوشی کا ذکر ہے اور ایک سجدہ کا۔ جہاں تک خوشی کا تعلق ہے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ حواری جانتے تھے کہ مسیح کا کہاں جانے کا ارادہ ہے ورنہ کسی کے ہمیشہ کے لئے جدا ہونے پر اور ایک طرح سے مرجانے پر خوش نہیں ہوا جاتا اور جہاں تک سجدہ کا تعلق ہے تو اس کی دو وجوہات ممکن ہیں ایک اطاعت کا اظہار اور دوسرا ممکن ہے یہ سجدہ مسیح کے ساتھ مل کر خدائے واحد و یگانہ کو ہی ہوا ہو جس کے دوران مسیح علیہ السلام چلے گئے تا ان کو میری اصل سمت کا علم نہ ہو اور اس طرح دشمن جو چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے ان حواریوں پر ظلم کرکے بھی نہ اگلوالیں۔

خاص حواری

بہر حال جب اس طرح مسیح علیہ السلام بڑی احتیاط کے ساتھ اپنے حواریوں سے رخصت ہو کر چلے گئے تو اس وقت آپ نے اپنے پیچھے کل ایک سو بیس شاگردوں کو چھوڑا جو ایک چھوٹا سا گروہ تھا۔

”اُن دنوں میں جب تقریباً 120 لوگ جمع تھے“ (اعمال باب 1 آیت 15) اور بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ قبر سے نکلنے کے بعد ایک دفعہ پانچ سو کے قریب شاگردوں پر بھی ظاہر ہوئے تھے۔ اس 120 یا 500 کی جماعت میں سے گیارہ تھے، جن کو آپ نے تبلیغ کے لئے منتخب کیا تھا۔ دراصل یہ بارہ تھے۔ بارھواں ان میں یہوداہ اسخریوطی تھا جو بعد ازاں مسیح علیہ السلام کو گرفتار کروانے کا سبب بنا اور برے حال میں جل مر گیا۔ چنانچہ متی باب 27 آیت 5 میں لکھا ہے۔ ”اِس پر یہوداہ سکے ہیکل میں پھینک کر چلا گیا اور جاکر پھانسی لے لی۔“ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقرر کردہ مبلغ گیارہ ہی رہ گئے جن کے نام عہد نامہ جدید کی مختلف کتابوں میں چار جگہ فہرست کی صورت میں موجود ہیں۔

حواریوں کی تعداد اور نام

متی باب 10 آیات 2 تا 4

”اُن 12 رسولوں کے نام یہ ہیں (1) شمعون جنہیں پطرس بھی کہتے ہیں اور اُن کے بھائی (2) اندریاس (3) یعقوب اور (4) یوحنا جو زبدی کے بیٹے ہیں (5) فلپّس (6) برتُلمائی (7) متی جو ٹیکس وصول کرتے تھے (8) توما (9) یعقوب جو حلفئی کے بیٹے ہیں (10) تدی (11) شمعون قنانی اور (12) یہوداہ اِسکریوتی جس نے بعد میں یسوع کے ساتھ غداری کی۔“

مرقس باب 3 آیات 16 تا 19

”جن 12 شاگردوں کو یسوع نے چُنا، اُن کے نام یہ تھے: (1) شمعون جنہیں یسوع نے پطرس کا نام بھی دیا زبدی کے بیٹے (2) یعقوب اور (3) یوحنا (جن کو یسوع نے ”بوانرگس“ کا نام بھی دیا جس کا مطلب ہے: گرج کے بیٹے (4) اندریاس (5) فلپّس (6) برتُلمائی (7) متی (8) توما (9) یعقوب جو حلفئی کے بیٹے تھے (10) تدی (11) شمعون قنانی اور (12) یہوداہ اِسکریوتی جس نے بعد میں یسوع کے ساتھ غداری کی۔“

لوقا باب 6 آیات 14 تا 16

”اُن 12 کو اُنہوں نے رسولوں کا خطاب بھی دیا اُن کے نام یہ تھے: 1) شمعون جن کا نام اُنہوں نے پطرس بھی رکھا 2) اندریاس جو شمعون کے بھائی تھے (3) یعقوب (4) یوحنا (5) فلپّس (6) برتُلمائی (7) متی (8) توما (9) حلفئی کے بیٹے یعقوب (10) شمعون عرف جوشیلا یعقوب کے بیٹے (11) یہوداہ اور (12) یہوداہ اِسکریوتی جو بعد میں غدار بن گیا۔“

اعمال باب 1 آیات 13 اور 14

”وہ یہ لوگ تھے (1) پطرس (2) یوحنا (3) یعقوب (4) اندریاس (5) فلپّس، (6) توما، (7) برتُلمائی، (8) متی، حلفئی کے بیٹے (9) یعقوب، (10) شمعون عرف جوشیلا اور یعقوب کے بیٹے 11) یہوداہ۔“

حواریوں کے نام میں اختلاف

لوقا کی فہرست اور اعمال کی فہرست میں صرف دو ناموں میں اختلاف ہے۔ ایک تدی اور دوسرا شمعون۔ جہاں تک شمعون کا تعلق ہے تو شمعون غیور اور شمعون قانوی ایک شخصیت کے دو نام ہیں اور تدی جس کی جگہ لوقا اور اعمال میں یہوداہ یعقوب کے بیٹے کا ذکر ہے لیکن اکثریت کے نزدیک یہ حواریوں میں شامل نہیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

آج کی دعا

رَبِّ اِنَّ قَوۡمِیۡ کَذَّبُوۡنِ ﴿۱۱۸﴾ۚۖ فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّ نَجِّنِیۡ وَ مَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾

(سورۃ الشعراء آیت نمبر 118-119)

ترجمہ: اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے۔ پس میرے درمیان اور ان کے درمیان واضح فیصلہ کر دے اور مجھے نجات بخش اور اُن کو بھی جو مومنوں میں سے میرے ساتھ ہیں۔

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی حالت مغلوبیت میں نصرت طلبی کی دعا ہے۔

جب حضرت نوحؑ نے اپنی قوم کو خدا کا پیغام بتام و کمال پہنچا دیا اور انہوں نے مسلسل انکار کیا اور کہا کہ اے نوح ہم تجھے سنگسار کر دیں گے اگر تم اپنے اس کام سے باز نہ آئے۔ تب بھی آپ انہیں سمجھاتے رہے کہ کاش وہ سمجھ جائیں مگر انہوں نے استہزا کیا۔ اس پر خدا نے آپؑ کو اور آپ کے متبعین کو کشتی میں سوار کر کے پانی کے عذاب سے بچا لیا اور اس قوم کو تباہ کر دیا۔

پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو موجودہ حالات کے پیش نظر مسلسل دعاؤں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ اس دعا کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فَافۡتَحۡ بَیۡنِیۡ وَ بَیۡنَہُمۡ فَتۡحًا وَّ نَجِّنِیۡ وَ مَنۡ مَّعِیَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ

(سورۃ الشعراء: 119)

پس میرے درمیان اور ان کے درمیان واضح فیصلہ کر دے اور مجھے نجات بخش اور ان کو بھی جو مومنوں میں سے میرے ساتھ ہیں۔ انبیاء اور ان کی جماعتوں کا اصل ہتھیار تو دعا ہی ہے اور اس زمانے میں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرما دیا ہے کہ ہماری کامیابی، ہماری فتوحات دعا کے ذریعے سے ہونی ہیں۔ نہ کہ کسی ہتھیار سے، نہ کسی احتجاج سے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ نمبر 36 جدید ایڈیشن ربوہ)

نہ کسی اور ذریعے سے۔ پس دعاؤں کو مستقل مزاجی سے کرتے چلے جانا یہی ہمارا فرض ہے اور یہی ہماری کامیابی کی ضمانت ہے۔

(خطبہ جمعہ 10 ستمبر 2010ء)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی مناجات پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اے خدا شیطان پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ
وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بے شمار
کھا رہا ہے دیں طمانچے ہاتھ سے قوموں کے آج
اک تزلزل میں پڑا اسلام کا عالی منار
کیوں کریں گے وہ مدد ان کو مدد سے کیا غرض
ہم تو کافر ہو چکے ان کی نظر میں بار بار
وحی حق کی بات ہے ہو کر رہے گی بے خطا
کچھ دنوں کر صبر ہو کر متقی اور بردبار
یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

مرسلہ: مریم رحمٰن

اخلاق کامل

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ تو خلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائے کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس سے یہ مطلب ہو گا کہ جہاں تک درختوں کے لئے طول و عرض اور تناوری ممکن ہے وہ سب اس درخت میں حاصل ہے۔ ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجے کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔ اور اسی کی طرف اشارہ ہے جو دوسری جگہ آنحضرت ﷺ کے حق میں فرمایا وکان فضل اللّٰہ علیك عظیما۔ یعنی تیرے پر خدا کا سب سے زیادہ فضل ہے اور کوئی نبی تیرے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہی تعریف بطور پیشگوئی زبور باب 45 میں آنحضرت ﷺ کی شان میں موجود ہے جیسا کہ فرمایا کہ خدا نے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے مصاحبوں سے زیادہ تجھے معطر کیا۔‘‘

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد 1 ص 606)

طلوع و غروب آفتاب

26فروری2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:27	18:24
مدینہ منورہ	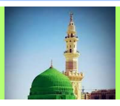	05:29	18:23
قادیان		05:38	18:24
ربوہ		05:18	18:04
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:24	17:39